*انصر عباس
**پروفیسر ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری

نژادِنو کی تربیت میں مِلّی نغموں کا کردار

The Role of National Songs in the character Building of children

National song is a literary genre of Urdu literature which has diversification of subjects. It is considered the representative of Pakistan, as well as the whole Islamic world. National songs have significant role in the character building of children which covers many issues and aspects of Pakistani children. It contained many aspects of character building including educational, moral, religious, personality grooming and a passion for nationalism and soldiers like bravery. The melody and the rhythm in the national song attract the children spontaneously which not only provide character building but also develop the aesthetic sense in the future generation.

ملی نغمہ، نژادِنو، اصنافِ ادب، پاکستان، ادبِ اطفال، معصوم بچے، کردار سازی، موسیقیت، قومی شعرا، مسلمان

معاشرہ کی تعمیر کا انحصار انسانی شخصیت کی تعمیر پر منحصر ہے۔ کسی بھی معاشرہ کے ڈاکٹر، انجینئر اور قانون دان اس وقت ہی کچھ تعمیری کارنامہ انجام دے سکتے ہیں جب اس معاشرے کے بسنے والے افراد باشعور اور اچھے اخلاق و کردار کی شخصیت کے مالک ہوں گے۔ اس لیے معاشرے کی تعمیر میں سب سے اہم اور بنیادی جُز انسانی شخصیت کی تعمیر ہے۔ اعلیٰ سطح کی تعمیر اچھی تربیت کی مرہونِ منت ہے۔ اسلامی معاشرے نے جن عناصر کی بدولت ترقی کی، ان میں سب سے اولین شخصیت سازی تھی اور شخصیات کی تعمیر کرنے والے آپ ﷺ تھے۔ جن کے اخلاق وحسنہ کی تعریف خالقِ کائنات نے بھی کی ہے:

وانک لعلی خلق عظیم[۱]

(ترجمہ: اور (اے نبیؐ) بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں)

* پی ایچ۔ ڈی سکالر جامعہ وفاقی اردو، اسلام آباد۔ abbaswagha@gmail.com
** (سابقہ پرنسپل) اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔ urdu_noori@yahoo.com

معاشرے کی سب سے بڑی دولت اس کے بچے ہوتے ہیں جن کے دم سے ہر گھر کا آنگن جنت کی تصویر نظر آتا ہے۔گھر، محلے اور معاشرے کی رونقیں بچوں کے دم سے قائم ہیں۔لیکن اس وقت گھر کا آنگن دوزخ کا منظر پیش کرتا ہے جب اِنھیں بچوں میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔ یہ بگاڑ نہ صرف خاندان اور معاشرہ کے لیے ناسور بن جاتا ہے بلکہ ملک کے لیے بھی ایک خسرانِ عظیم ہے۔اس نقصان اور خسارے سے بچنے کے لیے بچوں کی اعلیٰ پیمانوں پر کردار و شخصیت کی تعمیر نہایت ضروری ہے۔ بچے جو خاندان، معاشرہ اور ملک کا سب سے قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں، ان کی اخلاقی، روحانی اور سماجی تربیت معاشرے و ملک کو امن کا گہوارہ بنانے کے لیے از حد لازم ہے۔

بچے جس ماحول و معاشرہ میں پروان چڑھتے ہیں، اس کا اثر لازمی طور ان کی شخصیت پر غالب رہتا ہے۔وہ معاشرے سے جو کچھ سیکھتے ہیں، انھیں رویّوں سے ان کی شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے جس کا وہ اپنی عملی زندگی میں مظاہرہ کرتے ہیں۔ بلند نظریات، اخلاقی اقدار اور اعلیٰ تہذیب یافتہ معاشرے میں پروان چڑھنے والا بچہ ذہنی، جسمانی، شخصی اور کرداری لحاظ سے بلند اوصاف کا مالک ہوتا ہے۔ جب کہ منفی سوچ اور خیالات کے زیرِ اثر ایک متوازن اور پسندیدہ شخصیت کی تعمیر ناممکن ہے۔شخصیات اور معاشرے کو تعمیری راہوں پر ڈالنے کے لیے ادب کا کردار نہایت اہم ہے۔زیادہ تر شعری ادب فصاحت و بلاغت سے بھر پور ہونے سے انسانی شخصیت کو متاثر کرتا ہے اور اگر اس شاعری میں انسانی تعمیر کے عناصر بھی شامل ہوں تو نہ صرف معاشرہ کی بہترین انسانی بنیادوں پر تعمیر ممکن ہو سکتی ہے بلکہ آنے والی نسلیں بھی اس سے مستفید ہو سکتی ہیں۔

انسانی شخصیت کی تعمیر سازی عمر کے جس حصے میں زیادہ اہم اور لازم ہے وہ انسان کا بچپن ہے کیوں کہ بچے کا ذہن کورے کاغذ کی مانند ہوتا ہے کہ اس پر جس طرح کی بھی الٹی سیدھی لکیریں لگائی جائیں یا پھول بوٹے بنائے جائیں، وہ ویسے ہی ہمیشہ کے لیے پیوست ہو جاتے ہیں۔اس لیے یہ ایک حقیقت ہے کہ نژادِنو کی ابتدائی چند سالوں میں اچھی اور صحیح پرورش نہ کی جائیں تو بعد میں اس سے دگنی محنت بھی رایئگاں جاتی ہے اور جن اقوام کا کوئی نصب العین متعین ہوتا ہے وہ ان معالات کو خوب سمجھتی ہیں۔ان اقوام و ممالک میں ابتدا سے ہی نژادِنو کی تربیت پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے اور ان کے نصاب میں بھی ادب کی تعلیم کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ افتخار عارف نژادِنو کی تربیت کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

> ''وہ ساری قومیں جو اپنے مستقبل کو مستحکم اور پائیدار بنیادوں پر قائم رکھنا اور استوار کرنا چاہتی ہیں وہ بچوں کی شخصیت سازی میں تعلیم و تربیت کی اہمیت سے بخوبی واقف ہوتی ہیں۔آنے والی نسلوں کی نشونما اور سجانے سنوارنے میں ادب بہت بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔کام یاب قوموں پر ایک سرسری نظر ڈالیں تو یہ بات واضح ہوگی کہ ان کے یہاں بچوں کی اچھی تعلیم کے لیے بچوں کے موضوع پر ادب کی روایت ضرور موجود ہوگی۔''[۲]

پاکستان میں ہونے والی ملی نغمہ نگاری میں موضوعات کا تنوع موجود ہے اور ان موضوعات میں جہاں عسکری، اخلاقی،

مذہبی اور مزاحمتی حوالے سے ضخیم شعری سرمایہ قلم کاروں کے قلم کی زینت بنا، وہیں نژادِ نو کی تربیت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے کئی ملی نغمے تخلیق کیے گئے ہیں جو نہ صرف بچوں بلکہ بڑوں کا بھی حرفِ زباں بن چکے ہیں۔اس لحاظ سے بچوں کی تربیت سازی میں ملی نغموں کا کردار نہایت اہم ہے۔ملی نغموں کی بچوں کی تربیت سازی میں کردار پر بحث سے پہلے اردو شاعری میں بچوں کی کرداری نظموں کی روایت کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

عالمی تناظر میں دیکھا جائے تو بچوں کے ادب کی تخلیق کا باقاعدہ سلسلہ انیسویں صدی عیسوی میں شروع ہوا اور بیسویں صدی میں اس میں زبردست اضافہ دیکھنے کو ملا لیکن دورِ قدیم میں بھی اس کی روایت بدرجہ اتم موجود تھی جو مشرقی ممالک کی نسبت مغرب میں زیادہ روایت پذیر تھی۔مغربی ممالک صدیوں سے بچوں کی ادبی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دے رہے ہیں جو ادبِ اطفال کی تخلیق کا سبب بنتا آ رہا ہے۔اس کے برعکس مشرقی ممالک اور خاص کر برصغیر کی سرزمین میں دورِ قدیم کا ادبِ اطفال ''لوریوں'' پر ہی اکتفا کرتا ہے۔ البتہ بچوں کی دینی تعلیم کے لیے مذہبی شاعری کی صورت میں ادب تخلیق ہوتا رہا ہے لیکن اس تمام ادب کا مقصد تدریسی ہوتا تھا اور اس میں پند و نصائح و مذہبی افکار کی تبلیغ کی جاتی تھی۔جب کہ یہ ادب، ادب کی لطیف جذبات سے عاری ہوتا تھا۔

اردو شاعری پر نظر دوڑائی جائے تو ادبِ اطفال کی روایت میر تقی میر کی مثنوی نما نظموں سے شروع ہوتی ہے جو پند و نصیحت کے ساتھ بچوں کی دل چسپی کا سامان بھی مہیا کرتی ہیں۔میر کی نظموں میں ''موہنی بلی''، ''بکری اور کتے''، ''مورنامہ''، ''مچھر''، ''کھٹمل''، ''مرغوں کی لڑائی'' وغیرہ کو ادبِ اطفال میں شمار کیا جاتا ہے۔میر کے بعد نظیر اکبر آبادی کو ادبِ اطفال کے شعری ادب میں کافی مقبولیت حاصل ہے۔ان کو نظم کا شاعر ہونے کی وجہ سے نژادِ نو کے شعری ادب میں خاص ملکہ حاصل تھا۔نظیر کی بچوں کے بارے شاعری کے حوالے سے محمود الرحمٰن لکھتے ہیں:

> ''اردو میں بچوں کے لیے جو کچھ بھی لکھا گیا ہے اس میں نہ صرف نصیحت کی کارفرمائی ہے بلکہ مذہبی عناصر کی صورت گری بھی ہے۔صحیح معنوں میں نظیر اکبر آبادی وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے بچوں کے ادب کو مذہب اور لغت کی سنجیدہ بزم سے نکال کر نونہالوں کے بزم میں پہنچا دیا ہے۔جہاں ان کے اپنے جذبات و احساسات نمایاں ہیں۔''[۳]

نظیر اکبر آبادی کی طفلی نظموں میں ''گلہری کا بچہ''، ''ریچھ کا بچہ''، ''تل کے لڈو''، ''ہرن کا بچہ'' اور ''تربوز'' وغیرہ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ان نظموں میں اخلاقی تربیت کے ساتھ لطیف جذبات کی فراوانی ہے۔

مرزا اسد اللہ غالب کو شاعری میں جو مقام حاصل ہوا وہ آج تک کوئی شاعر نہیں لے سکا۔مرزا غالب کی شاعری و نثر میں علم و حکمت اور دانائی و گہرائی سے بھرپور مضامین شامل ہیں اور ان کا ''قادر نامہ'' ادبِ اطفال کی روایت میں ایک گراں قدر اضافہ سمجھا جاتا ہے۔ غالب نے ''قادر نامہ'' بطورِ خاص اپنے بھتیجے زین العابدین کے بیٹوں کی تربیت اور ان کی درسی ضرورت پوری کرنے کے لیے لکھا تھا لیکن اس کے باوجود اس میں لطیف جذبات کی کثرت ہے۔

۱۸۵۷ء کی ناکام جنگِ آزادی کے بعد نشاۃ ثانیہ کے عہد میں بڑوں کے ساتھ بچوں کی تعلیم پر بھی خصوصی توجہ دی گئی۔ریاض احمد صدیقی اس حوالے سے لکھتے ہیں:''انگریزوں کے زیراثر فروغ پائی جانے والی روشنی سے استفادہ کرنے والوں نے پہلی بار بچوں کی تعلیم و تربیت اور مستقبل میں ان کے کردار کی اہمیت کو محسوس کرلیا''[۴] لہٰذا اردو کے ارکان خمسہ اور معاصرین نے تحریک سرسید کے زیرِ اثر بچوں کے لیے شعرونثر میں بہت سا ادب تخلیق کیا۔محمد حسین آزاد نے بچوں کے لیے اردو کی درسی کتابوں کی تدریس کے دوران خود بھی بہت سی نظمیں لکھ کر ان کتابوں میں شامل کیں۔آزاد کی نظموں میں''شب ابر''،''امتحان سر پر کھڑا ہے''،''سلام علیک'' اور''زمستان''وغیرہ شامل ہیں جب کہ حالی کی بچوں کے لیے تخلیق کردہ نظموں میں''خدا کی شان''،''جواں مردی کا کام''، ''میں کیا بنوں گا''،''روٹی کیوں میسر آتی ہے''،''شیر کا شکار''اور''لاڈلا بیٹا''وغیرہ ہیں۔حالی نے بطورِ خاص بچوں میں حب الوطنی کا جذبہ بیدار کرنے کے لیے اپنی نظموں میں حب الوطنی کے عناصر اور حب الوطنی کو نظموں کا موضوع بنایا۔

اسماعیل میرٹھی کو جو مقام ادبِ اطفال میں حاصل ہے وہ ان کی کسی اور ادبی کاوش کو حاصل نہیں ہوا۔انھوں نے نژادِنو کے لیے درسی و غیر درسی مقاصد کے لیے کئی نظمیں لکھیں۔ان کی نظموں کا اسلوب بھی بچوں کے لیے مناسب ہے اور ان کے اطفالی ادب میں پند و نصیحت، علم و فن اور دلچسپی کے موضوعات کی فراوانی ہے۔ان کی مشہور طفلی نظموں میں''بارش کا پہلا قطرہ''،''جگنو اور بچہ''، ''ایک گدھا شیر بنا''،''ایک لڑکا اور بیر''،''ایک پودا اور گھاس''وغیرہ شامل ہیں۔علاوہ ازیں''جلال الدین محمد اکبر''،''نور جہاں بیگم''، ''شیر شاہ سوری''،''محمود غزنوی اور بڑھیا''جیسی نظمیں بچوں میں اخلاقی تربیت کے ساتھ حب الوطنی اور قومی یک جہتی کا سامان بھی مہیا کرتی ہیں۔

علامہ اقبال نے قومی و ملی شاعری کے ذریعے جہاں پوری مسلم قوم کی رہنمائی کی وہیں نژادِنو کی مذہبی، اخلاقی اور ذہنی نشو نما کے لیے بھی بہترین نظمیں تخلیق کیں جو آج بھی بچوں کے ساتھ بڑوں کی بھی پسندیدہ نظمیں ہیں۔علامہ اقبال نے قومی و ملی شاعری سے بچوں کی ذہنی سطح میں اتر کر ان کی شخصیت کی تعمیر میں اہم کردار ادا کیا۔اقبال کی ملی نظم''بچے کی دعا''جو پاکستان کے سکولوں میں پڑھنے کا رواج عام ہے، اس کی خوبصورت مثال ہے۔اس نظم میں اقبال نے ہر لڑی میں چن چن کر موتی پروئے ہیں۔اقتباس ہے:

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری

دور دنیا کا مرے دم سے اندھیرا ہو جائے ہر جگہ میرے چمکنے سے اُجالا ہو جائے [۵]

اقبال کی دوسری مشہور طفلی نظموں میں''ایک پہاڑ اور گلہری''،''مکڑا اور مکھی''،''ایک گائے اور بکری''،''ایک پرندہ اور جگنو''، ''پرندے کی فریاد''اور''ہندوستانی بچوں کا گیت''خاص شہرت رکھتی ہیں۔

اگست ۱۹۴۷ء میں پاکستان دنیا کے نقشے پر ایک آزاد اسلامی ملک کی صورت میں وجود میں آیا تو اہل علم و ہنر نے پاکستان

کی تہذیب وثقافت، معاشرت، سماج اور تعلیم وتربیت کوفروغ دینے کے لیے اپنی کوششیں بروئے کار لائیں۔اس دوران پاکستان کے سب سے قیمتی اثاثے یعنی بچوں کی تعلیم وتربیت پر بھی خصوصی توجہ دی گئی۔رسمی تعلیم کے لیے کئی سکول و مدارس کھولے گئے اور ایک نئے تعلیمی نظام کو پروان چڑھایا گیا۔اس رسمی تعلیم کے ساتھ بچوں کی بہترین تربیت اور ملی جذبہ بیدار کرنے کے لیے پہلے سے موجود طفلی ادب کی روایت کو پھر سے زندہ کیا گیا اور شعرا نے ملی نغموں کی صورت میں ایسا ادب تخلیق کیا جس سے بچوں کی ذہنی نشوونما کے ساتھ اخلاقی تربیت بھی اعلیٰ پیمانوں پر ممکن ہو سکے۔ بچے ان نغموں کو آسانی سے یاد کر کے گنگنانے میں لطف محسوس کرتے ہیں جب کہ یہ نغمے ان کی اعلیٰ کردار سازی کا بھی مؤجب ہیں۔عدیل ہاشمی کی نظم ''میں جگنو بن کر چمکوں'' سے اقتباس ہے:

میں جگنو بن کر چمکوں راتوں کو چمکاؤں
کوئی تتلی راہ جو بھولے میں اس کو راہ دکھاؤں [۶]

ملی نغموں میں موجود ترنم، نغمگی اور موسیقیت ایسے عناصر ہیں جو بڑوں کے ساتھ بچوں کو بھی متوجہ کرتے ہیں جب کہ طربیہ اور جذباتی نظمیں بچوں کو بہت متاثر کرتی ہیں اور ترنم سے بچے ذہنی و دلی سکون محسوس کرتے ہیں جس کی اہم مثال ''لوری'' ہے۔ لوری شیر خوار بچوں کو سنائی جانے والی وہ شاعری ہے جس کو ماں نغمگی اور موسیقیت سے بھرپور انداز میں سناتی ہے۔''لوری'' بچے کے کانوں میں گونجنے والی پہلی صنفِ شاعری ہے جس میں بچہ لوری کے الفاظ ومطالب جانے بغیر نغمگی سے لطف اٹھاتا ہوا نیند کی آغوش میں چلا جاتا ہے۔یوں بچے میں ترنم کا ذوق ماں کی گود سے ہی جنم لینا شروع ہو جاتا ہے۔ڈاکٹر خوشحال زیدی لکھتے ہیں:

''بچہ الفاظ اور معنی کی بہ نسبت ترنم اور لے سے زیادہ لطف اندوز ہوتا ہے۔اس کو اس بات سے مطلب نہیں ہوتا کہ الفاظ کے ترنم میں معنی بھی پوشیدہ ہوتے ہیں''[۷]

اس حقیقت سے پردہ پوشی نہیں کی جا سکتی کہ بچے کی سب سے پہلی درس گاہ ماں کی آغوش ہے۔ ماں وہ پہلا وسیلہ ہے جس کے ذریعے بچہ معاشرے کی تہذیب وتمدن اور زبان وادب کی روایت کا گراں قدر سرمایہ گیتوں، نغموں، لوریوں، نظموں اور قصے کہانیوں کی صورت میں ذہن میں منتقل کرتا ہے۔ بچے کا ذہن ایک زرخیز کھیت کی مانند ہے جس میں بوائی کا کام ابھی باقی ہوتا ہے اور اس میں نہایت مہارت سے ایک ایک پودا بونا پڑتا ہے۔ان پودوں کی کانٹ چھانٹ کے ساتھ نقائص کی جھاڑیوں کو الگ کرنا پڑتا ہے اور ایمان، تقویٰ، حب الٰہی، خوفِ خدا، توکل، قناعت، سخاوت، شرافت، شجاعت، خوداعتمادی، حیا، غیرت، صبر وتحمل، ایمان داری، عہد کی پاسداری، سلیقہ شعاری، راست بازی، حسنِ اخلاق، محنت، انصاف پسندی اور عاجزی وانکساری جیسے اعلیٰ درجے کے بیج بونے کے ساتھ ان کی حفاظت بھی کرنا پڑتی ہیتا کہ عمر کی پختگی کے ساتھ ان تمام باکمال پودوں کے ثمرات مل سکیں۔

بالغوں اور بچوں کے ادب میں ذہنی استعداد کی بدولت زبان، اسلوب اور طرزِ بیاں میں فرق ہوتا ہے کیوں کہ بچے اور بالغ کی ذہنی قابلیت، شعور اور نفسیات سمیت بہت کچھ مختلف ہے۔اس لیے طفلی ادب میں ان پہلوؤں کو مدِّ نظر رکھنا ضروری ہے کہ وہ زندگی

سے قریب تر اور حقائق پر مبنی ہوں۔ بچوں کی زندگی کے واقعات وحوادث سے تخلیق کیا گیا ادب ان کی ذہنی واخلاقی تربیت سازی میں زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔ ادبِ اطفال میں بچوں کے مشاغل اور فطری رجحانات کے ساتھ ان کی انسانی بنیادوں پر مثبت ذہنی تربیت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ بچوں کو عام طور پر شوخ اشیاء، کھلونے، کھانے پینے کی چیزیں، شور والی گاڑیاں، سادہ قسم کی کہانیاں اور عام جانوروں اور پرندوں کے چھوٹے چھوٹے بچے بہت پسند ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہر نئی شے کو دیکھنا اور اس کے بارے معلوم کرنا ان کا پسندیدہ مشغلہ ہوتا ہے۔ لہٰذا کسی ادیب یا شاعر کے لیے بچوں کی ذہنی سطح پر اتر کر ادب تخلیق کرنا کوئی آسان کام نہیں کیوں کہ بچوں کی پسند کا فیصلہ کرنے کے لیے بچوں کے ساتھ پختہ ذہن کے ساتھ ادیب یا شاعر کو خود بھی بچہ بننا پڑتا ہے تب جا کر کہیں بہترین ادبِ اطفال کی تخلیق ممکن ہے۔ ڈاکٹر سلیم اختر بچوں کے ادب بارے لکھتے ہیں:

> ''بچوں کے ادیب کے لیے دو باتوں کو خصوصیت سے ملحوظ رکھنا ہوتا ہے۔ ایک بچوں کی نفسیات سے گہری واقفیت اور دوسرے سادہ ترین زبان۔ ان دونوں کے خوشگوار امتزاج ہی سے بچوں کے لیے دلچسپ اور کارآمد ادب پیش کیا جاسکتا ہے۔'' ۸

ملی نغمہ نگار شعرا کو یہ کمال حاصل ہے کہ انھوں نے ملی نغموں کی تخلیق میں جہاں بالغ ذہن وشخصیت کی پسند وناپسند کا خیال رکھا ہے وہیں ان ملی نغموں میں مسلمان قوم کے مستقبل یعنی بچوں کی ذہنی استعداد کے مطابق ان کے لیے الگ سے ملی نغمے بھی تخلیق کیے ہیں۔ ان ملی نغموں کی تخلیق کے دوران بچوں کے پسندیدہ امور ومشاغل اور زبان وبیاں کے مسائل کو سامنے رکھ کر ان کی تربیت کا سامان پیدا کیا ہے۔ حفیظ جالندھری بچوں کے لیے تخلیق کردہ شعری مجموعہ ''بہار کے پھول'' میں ایک بچے کی زبانی ''تاروں بھری رات'' میں یوں مخاطب ہیں:

اے پیارے تارو
شب کے دُلارو
ہاں صبح تک تم چمکے ہی جاؤ
بھٹکے ہوؤں کو رستے دکھاؤ
ہم کو بھی ایسی
خدمت سکھاؤ
نیکی کریں ہم اور نام چمکے
تاروں کی مانند ہر کام چمکے ۹

حفیظ جالندھری نے سلیس زبان اور بچوں کے ذوق ونفسیات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے بہترین شعری ادب تخلیق کیا۔

حفیظ جالندھری بچوں کی نظمیں تخلیق کرتے وقت خود بھی بچے کی ذہنی سطح میں اتر کر بچہ بن جانے میں ماہر ہیں کیونکہ ادبِ اطفال کی تخلیق کے دوران جب تک خود قلم کار پر وہ کیفیت طاری نہ ہو، وہ بچوں کی نفسیات، ان کی فطرت اور ان کے خیالات کا عکس اپنے کلام میں پیدا نہیں کر سکتا۔ ڈاکٹر محمود الرحمٰن حفیظ جالندھری کے ادبِ اطفال بارے فرماتے ہیں کہ حفیظ نے بچوں کو اپنی نظموں کے چند مجموعے ہی دیے ہیں لیکن افادیت کے لحاظ سے ادب الاطفال میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں'' ۱۰ حفیظ جالندھری کی شاعری میں ترنم اور نغمگی ایک رچی ہوئی کیفیت میں موجود ہے اور انھیں اس حقیقت کا بھی پورا ادراک ہے کہ بچے ان عناصر سے بھرپور لطف اٹھاتے ہیں چنانچہ انھوں نے ادبِ اطفال میں بھی ترنم کا پورا خیال رکھا ہے۔ جب کہ بچوں کی تربیت میں وقت کی قدر کا احساس پیدا ہونا، رات کو جلدی سونا اور صبح جلدی جاگنا جیسی اچھی عادات کا شامل ہونا ضروری ہے۔ حفیظ طفلی ملی نغموں میں ان افعال کا خصوصی خیال رکھتے ہیں۔

جاگو سونے والو جاگو وقت کے کھونے والو جاگو
جاگے عبادت کرنے والے سجدوں میں سر دھرنے والے
صبح کا سونا خوب نہیں ہے اچھا یہ اسلوب نہیں ہے ۱۱

نژادِ نو کی اخلاقی تربیت کے لیے مختلف ذرائع استعمال کیے جاتے ہیں جن میں ایک اہم ذریعہ مذہب ہے۔ مذہب کے ذریعے بچوں میں اچھا اخلاق سکھایا جا سکتا ہے کیوں کہ دنیا کے تقریباً تمام مذاہب نے اخلاق پر زور دیا ہے لیکن اگر مذہب اسلام کی بات کی جائے تو اس کی تعمیر ہی اخلاقی بنیادوں پر ہوئی۔ اخلاق پر جتنا زور اسلام نے دیا ہے اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ اسلام کے مطابق انسانی شخصیت کی بلندی، ظاہری حسن و جمال پر منحصر نہیں ہے بلکہ اس کے لیے کردار کی بلندی کے ساتھ بلند اخلاقی اقدار، اعلیٰ اوصاف، مثبت فکر و خیال اور تعمیری نظریات کا ہونا بہت ضروری ہے۔ کردار کا دائمی حسن انسانی شخصیت کو بلندیوں پر پہنچا کر ہمیشہ کے لیے زندہ جاوید بنا دیتا ہے۔ منفی فکر اور تخریبی سوچ نہ صرف خود انسان کی اپنی تباہی کا باعث بنتی ہے بلکہ پورے معاشرے کو لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ ایسی زندگی کو اللہ تعالیٰ نے موت سے بھی بدتر کہا ہے اور انسانی تخلیق کا اصل مقصد کردار کی آزمائش بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الذی خلق الموت والحیاۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا۔ ۱۲

(ترجمہ: جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے کس کے کام اچھے ہیں)

دوسرے لفظوں میں اعمال کی بلندی سے مراد دن رات مال و متاعت جمع کرنا نہیں ہے بلکہ اعمال کی بلندی انسانی شخصیت کی بلند کرداری اور اعلیٰ اعمال کے ساتھ تعمیر کرنا ہے۔ ہمارے ملی نغمہ نگاروں نے بچوں کی اخلاقی تربیت دینی بنیادوں سے کرنے کے لیے آسان فہم الفاظ میں ملی نغموں سے اسلامی بھائی چارے کا سبق دینے کی سعی کی ہے۔ ان ملی نغموں میں نہ صرف دین کی تعلیم بلکہ بہترین شخصی تعمیر بھی ممکن ہے۔

شکلیں جدا جدا ہیں گرچہ   جدا جدا ہیں دھندے
اک آدم کے جائے ہیں ہم   اک اللہ کے بندے
ایک خدا ہے ایک خدائی
ہم تم سب ہیں بھائی بھائی ۱۳

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ ادبِ اطفال کی تخلیق آسان کام نہیں ہے کیوں کہ طفلی نظموں میں موضوع الفاظ اور پرکشش اندازِ بیاں بچوں کے دل کو مسحور کرنے میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔اس لیے اس میدانِ کارزار میں چند اہلِ قلم نے ہی پنجہ آزمائی کی ہے۔ پاکستانی شعرا میں اقبال اور حفیظ کے بعد اختر شیرانی،صوفی تبسم،صہبا اختر،مظفر وارثی، بشیر منذر، عدیم ہاشمی اور رفیع الدین راز سرفہرست ہیں۔صوفی غلام مصطفیٰ تبسم ملی نغموں میں خاص شہرت رکھتے ہیں جن میں جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء میں تخلیق کردہ پنجابی اور اردو ملی نغمے ضرب المثل کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔صوفی تبسم کا رزمیہ ملی نغموں کے ساتھ طفلی ملی نغموں میں بھی خاص مقام ہے۔صوفی کی خوبی یہ ہے کہ ان کی طفلی ملی نظمیں ایک ہی وقت میں مزاح، تجسس،علوم،اخلاقیات، سائنس، مذہب اور پرلطف جذبات سے بھرپور ہوتی ہیں۔لہٰذا صوفی تبسم کے ملی نغمے جہاں قومی وملی ترجمانی کا بہترین حق ادا کرتے ہیں وہیں قوم کے بچوں کی تربیت و پندونصیحت کرنے میں بھی کامل ہیں۔صوفی تبسم کے طفلی شعری مجموعوں میں ''جھولنے'' اور ''ٹوٹ بٹوٹ اور دوسری نظمیں'' انعام یافتہ ہیں۔ ڈاکٹر نثار احمد قریشی صوفی تبسم کی طفلی نظموں بارے لکھتے ہیں:

> ''صوفی صاحب کی بچوں کی شاعری کی تمام لغت پر نظر ڈالی جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ایک تو بچوں کی عمر کے مطابق ان کے ذہنی تقاضوں سے ہم آہنگ ہے اور دوسرے اپنی بناوٹ اور ترنم کے اعتبار سے بچوں کو بے حد مانوس معلوم ہوتا ہے'' ۱۴

صوفی کے ملی نغموں کو یہ انفرادیت حاصل ہے کہ وہ ہر عمر کے فرد کے لیے یکساں مفید ہیں۔جس طرح ان کے سنجیدہ اور رزمیہ ملی نغمے بچوں میں بھی مقبول ہیں اسی طرح ان کے طفلی نغمے بڑوں میں پسندِ عام ہیں جس کی اہم مثال ان کی منفرد نظم ''ٹوٹ بٹوٹ'' ہے۔اس کے علاوہ دیگر مشہور نظموں میں ''اقبال کا خواب''، ''قائدِ اعظم''، ''ہمارا دیس'' وغیرہ بڑوں اور بچوں میں یکساں پسند کی جاتی ہیں۔جب کہ زیادہ چھوٹے بچوں کی نظموں میں وہ چھوٹی بحروں سے کام لیتے ہیں تا کہ بچے آسانی سے یاد کر لیں۔صوفی تبسم کو طفلی ملی نغموں میں ہلکے پھلکے مزاح کے ساتھ پندونصیحت کرنے میں یدطولیٰ حاصل ہے۔''جھولنے'' سے اقتباس ہے:

ایک تھا تیتر، ایک تھا بٹیر   لڑنے میں تھے دونوں شیر
لڑتے لڑتے ہو گئی گم   ایک کی چونچ اور ایک کی دم ۱۵

نژادِ نو میں محنت کی عظمت اور سیکھنے کی جستجو کے حوالے سے بھی کئی نغمے تخلیق کیے گئے ہیں تا کہ بچے موسمی و دیگر حالات کی

بے رُخیوں سے بالاتر ہوکر ملک وقوم کے کارآمد شہری بن سکیں۔رفیع الدین راز اپنی نظم ''ننھی منی سی چڑیا'' میں بچوں سے مخاطب ہوکر چڑیا کی محنت وعظمت کی داستاں نظم کرتے ہیں:

ننھی منی سی یہ چڑیا
سردی ہو، چاہے گرمی ہو
بارش ہو، چاہے آندھی ہو
ہمت سے زندہ رہتی ہے
یہ موسم سے کب ڈرتی ہے
تنکا تنکا چن کر اس نے
گھر اپنا تعمیر کیا ہے
محنت کر کے اس نے اپنے
خوابوں کو تصویر کیا ہے[۱۶]

نژادنو کی اخلاقی ،تعلیمی اور کرداری تربیت کے ساتھ حب الوطنی اور قومی ہمدردی کا جذبہ پیدا کرنا بھی ضروری ہے۔اس لیے طفلی ملی نغمہ نگار شعرا نے بچوں کی ذہنی استعداد اور پسند و ناپسند کا خیال رکھتے ہوئے ان کے لیے علیحدہ سے ایسے ملی نغمے تخلیق کیے جس سے بچوں کی ذہنی تربیت کے ساتھ ملی قومیت کا شعور بھی بیدار ہو اور وہ اچھے شہری بننے کے ساتھ اچھے پاکستانی اور مسلمان بھی بن سکیں۔ کیوں کہ آج کے بچے ہی قوم کا کل ہیں اور اگر ان کو بچپن سے خدمتِ ملک وقوم کی تربیت دی گئی تو ہی بڑے ہوکر ملکی ترقی میں وہ بہترین کردار ادا کرسکتے ہیں۔اس کے لیے ایسی ملی نظمیں تخلیق کی گئی ہیں جو بچوں کی پسند اور ان کے ذہن سے ہم آہنگ بھی ہوں،اور آنے والے کل میں قومی خدمت کے جذبے سے لیس بھی۔ شعرا نے ایسے کئی ملی نغمے کی تخلیق کیے ہیں جس سے نژادِنو میں ملک وقوم کی تعمیر وترقی اور بلندیوں تک پہچانے کے عزم کا اظہار ہو،جس میں شاعر کی آواز بچوں کے دل کی آواز بن جائے اور اسی عزم و ولولہ کو زندگی کا مقصد سمجھ کر وہ محنت کریں اور مستقبل میں عملی جامہ پہنائیں۔مظفر وارثی کی نظم ''بڑا ہوکر وطن پیارے وطن کے کام آؤں گا'' سے اقتباس ہے:

محبت ہی محبت زندگی ہی زندگی ہو گی مری پرچھائیوں سے جہاں میں روشنی ہوگی
چراغوں کی طرح ہر انجمن کے کام آؤں گا بڑا ہو کر وطن پیارے وطن کے کام آؤں گا
مٹادوں گا وہ ہستی جو برائی کے لیے ہوگی مری ہر سانس انساں کی بھلائی کے لیے ہوگی
کہیں ریشم کہیں فولاد بن کے کام آؤں گا بڑا ہو کر وطن پیارے وطن کے کام آؤں گا [۱۷]

سانحہ پشاور پاکستان کی تاریخ میں ایک سیاہ ترین باب ہے جس میں اساتذہ سمیت سینکڑوں معصوم بچے زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے لیکن اس سانحہ سے ملی نغموں کا ایک نیا در کھلا جس میں غالب موضوع بچوں کی شہادت تھی۔اس سانحہ کے بعد طفلی ملی نغموں کی ایسی روایت کا آغاز ہوا کہ اردو ادب میں اس کی مثال نہیں ملتی کیوں کہ ہر اہلِ ذوق نے اس میں طبع آزمائی کی کوشش کی۔لیکن پہلے سے موجود طفلی ملی نغموں اور اب کے نغموں میں نمایاں فرق ہے کیوں کہ سابقہ شعرا بچوں کی اخلاقی وکرداری تربیت کے ساتھ ان کے لیے لطف اور تفریح کا سامان مہیا کرتے تھے لیکن اب کی بار رنج وملال کا عالم تھا، غم وغصہ تھا، انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔اس کے باوجود ہمارے شعرا نے ایک نئے روپ میں اعلیٰ ظرف اور بلند خیال طفلی ملی نغمے تخلیق کیے جن میں ایک اہم مثال میجر عمران رضا کا ملی نغمہ ''مجھے دشمن کے بچوں کو پڑھانا ہے'' جو ایک بچے کی ذہنی سطح میں اتر کر لکھا گیا ہے، جس میں میجر عمران رضا نے دشمن کو پیغامِ امن کے ساتھ تعلیم وتربیت کی ترغیب دی ہے۔اسی طرح ان کا ایک دوسرا ملی نغمہ ''بڑا دشمن بنا پھرتا ہے جو بچوں سے لڑتا ہے'' اپنے جذباتی جملوں اور پس منظر کی وجہ سے نوجوانوں، فوج اور عوام میں سامانِ حرب پیدا کرنے کے ساتھ زبردست مقبول ہوا۔اس سانحہ کے پس منظر میں طاہر پرواز اپنی نظم ''مجھے کیوں تم نے مارا ہے'' میں ایک بچے کی زبانی رقت آمیز داستان ہے جس میں بچے کو شہادت پانے پر تو فخر ہے لیکن گھر دیر سے آنے پر ماں کی ڈانٹ کا ڈر بھی ہے۔نظم سے اقتباس ہے:

میرے اسکول کو تم نے، میرا مقتل بنا ڈالا میرے ماں باپ نے مجھ کو، بڑے چاؤ سے تھا پالا
میرے ماتھے پہ گولی ہے، میرا سینہ بھی چھلنی ہے مگر اک آگ سینے میں، مری ماں کے بھی جلنی ہے
میں خود تو یہاں نہیں آیا، مجھے فوجی یہاں لائے میری ماں ڈانٹنا نہ اب، کہ گھر کیوں دیر سے آئے
لہو سے سج گیا ہے آج، ترے بیٹے کا یونیفارم شہادت مل گئی مجھ کو، شہیدوں میں ہے میرا نام ۱۸

خوشی ہو یا غم، ملک وملت سے اظہار یکجہتی کے لیے مِلّی نغمہ سب سے کارآمد صنفِ سخن ہے لہٰذا سانحہ پشاور کے موقع پر اس صنفِ ادب میں شعرا نے قطار در قطار مِلّی نغمے تخلیق کیے۔اس سانحہ کے پس منظر میں تخلیق ہونے والے نغموں کو ایک الگ شعری مجموعہ ''رنگ لائے گا شہیدوں کا لہو'' کے عنوان سے بشریٰ سعید نے مرتب کیا۔اس مجموعہ میں ساٹھ (۶۰) کے قریب شعرا کے مِلّی نغمے شامل ہیں۔اس مجموعہ میں طفلی ادب کی روایت میں ایک جاندار اضافہ کے ساتھ نوجوانوں کی تربیت کا بھی کثیر سامان میسر آیا ہے۔

پیدا ہوا ہوں میں شہیدوں کی خاک سے میرا وجود بھی ہے سعیدوں کی خاک سے
مجھ کو لکھے گا کوئی قصیدوں کی خاک سے تجھ کو لکھے گا کوئی یزیدوں کی خاک سے ۱۹

سانحہ پشاور کی رقت آمیزی اور خوف کے عالم میں شعرا نے ملی نغموں سے اس دہشت کو ختم کرنے میں اپنا حصہ ڈالا اور نہ صرف بچوں بلکہ پوری قوم میں جذبۂ شہادت اور ہمت وحوصلہ بیدار کرنے کی سعی کی۔

اردو زبان کو یہ فن کمال حاصل ہے کہ اس کے ادب میں تہذیب وتمدن اور معاشرے کے پیچ وخم کی مکمل تصویر کشی نظر آتی ہے۔اس میں انسانی تعمیر وتربیت کے اعلیٰ عناصر موجود ہیں۔مزید یہ کہ ہمارے شعرا نے ملی نغموں کے ذریعے اس کو وہ عروج عطا کیا ہے کہ بچے اور بڑے ان نغموں کے ذریعے کردار سازی کا عملی نمونہ پیش کر سکتے ہیں۔ملی نغمے ملت اسلامیہ کی نمائندگی کرتے ہیں اور ایک اسلامی معاشرے کی خوبیاں،خامیاں،تاریخ،روایات،عادات واطوار اور رسوم کا عکس ہیں جب کہ مسلمانوں کے کردار وظرف کی صحیح معنوں میں آئینہ داری کرتے ہیں،اس لیے بقیہ ادب کی نسبت کردار سازی میں جتنا اہم منصب ملی نغموں کو حاصل ہے وہ اردو ادب کی باقی شعری اصناف کو حاصل نہیں۔ملی نغموں میں موجود چاشنی،ترنم اور نغمگی ایسی صفات ہیں جو بچوں کے ساتھ بڑوں کے دل میں بھی گھر کر جاتی ہیں لہٰذا بچوں کا ملی نغموں کی طرف جلدی راغب ہونا ایک لازمی امر ہے۔

اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اردو ادب کی وہ صنف جو ہر فردِ عمر کے لیے یکساں مفید ہے اور سب کی پسندیدہ صنف ہے، وہ ملی نغمہ ہے۔چوں کہ بچے بڑوں کی نسبت ملی نغموں کی طرف زیادہ متوجہ ہوتے ہیں اس لیے بچوں کا ادب ملی نغمہ ہی کہا جا سکتا ہے اور ادب کی دوسری اصناف کی نسبت ملی نغموں سے ان کی اخلاقی تربیت اور کردار سازی بہتر طور پر ممکن ہے۔

حواشی:

۱۔ القرآن،سورۃ القلم،آیت ۴۔
۲۔ افتخار عارف،پیش لفظ،مشمولہ''بچوں کے گیت''،مرتبہ:نوید ظفر،مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد، ۱۹۹۶ء،ص۳۔
۳۔ ڈاکٹر محمود الرحمٰن،''آزادی کے بعد بچوں کا ادب''،مشمولہ،ماہ نامہ''کتاب''،لاہور،جنوری ۱۹۶۷ء،ص۹۔
۴۔ ریاض احمد صدیقی،''پاکستان میں بچوں کا ادب اور مسائل''،مشمولہ،ماہ نامہ''ماہِ نو''،لاہور،نومبر ۱۹۷۹ء،ص۱۷۔
۵۔ علامہ محمد اقبال،''کلیاتِ اقبال''،نیشنل بک فاؤنڈیشن،اسلام آباد،۲۰۱۷ء،ص۶۵۔
۶۔ عدیل ہاشمی،مشمولہ''بچوں کے گیت''مرتبہ:نوید ظف،مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد،۱۹۹۶ء،ص۱۱۴۔
۷۔ ڈاکٹر خوشحال زیدی،''اردو میں بچوں کا ادب''،کلمہ پرنٹنگ پریس،دہلی،۱۹۸۹ء،ص۱۱۹۔
۸۔ ڈاکٹر سلیم اختر،''اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ''،سنگِ میل پبلی کیشنز،لاہور،۱۹۸۶ء،ص۳۲۱۔
۹۔ ابوالاثر حفیظ جالندھری،''بہار کے پھول''،دارالاشاعت پنجاب،لاہور،۱۹۴۰ء،ص۸۶۔
۱۰۔ ڈاکٹر محمود الرحمٰن،''بچوں کا ادب اور حفیظ''،مشمولہ،ماہ نامہ''سیارہ''،لاہور،جنوری فروری ۱۹۹۱ء،ص۱۳۸۔
۱۱۔ ابوالاثر حفیظ جالندھری،''بہار کے پھول''،دارالاشاعت پنجاب،لاہور،۱۹۴۰ء،ص۹
۱۲۔ القرآن،سورۃ الملک،آیت ۲۔
۱۳۔ بشیر مندر،''بچوں کے گیت''،مرتبہ:نوید ظفر،مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد،۱۹۹۶ء،ص۹۱۔

۱۴؎ ڈاکٹر نثار احمد قریشی،''صوفی غلام مصطفیٰ تبسم......حیات وخدمات''،مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد،۲۰۰۸ء،ص۱۹۰۔

۱۵؎ صوفی غلام مصطفیٰ تبسم،''جھولنے''،کتاب (پرائیویٹ) لمیٹڈ،کراچی،۲۰۱۳ء،ص۲۸۔

۱۶؎ رفیع الدین رازؔ،''آبشارِ سخن''،رنگِ ادب پبلی کیشنز،کراچی،۲۰۱۸ء،ص۴۹۷۔

۱۷؎ مظفر وارثی،مشمولہ،''بچوں کے گیت''،مرتبہ:نوید ظفر،مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد،۱۹۹۶ء،ص۱۱۴۔

۱۸؎ طاہر پرواز،مشمولہ،''ہلال''،ماہ نامہ۔جلد۱۵،شمارہ۷،راولپنڈی،جنوری۲۰۱۵ء۔ص۱۴۔

۱۹؎ ارشد محمود ہادی،مشمولہ،''رنگ لائے گا شہیدوں کا لہو''،مرتبہ:بشریٰ سعید،شمع بکس فیصل آباد،۲۰۱۶ء۔ص۳۲۔

فہرستِ اسنادِ محوّلہ:

۱۔ القرآن،سورۃ القلم،آیت۴۔سورۃ الملک،آیت۲۔

۲۔ افتخار عارف:۱۹۹۶ء،پیش لفظ،مشمولہ،''بچوں کے گیت''،مرتبہ:نوید ظفر،مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد۔

۳۔ بشیر مندر:۱۹۹۶ء،''بچوں کے گیت''،مرتبہ:نوید ظفر،مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد۔

۴۔ پرواز،طاہر: جنوری۲۰۱۵ء،مشمولہ،''ہلال''،ماہ نامہ۔جلد۱۵،شمارہ۷،راولپنڈی۔

۵۔ تبسم،غلام مصطفیٰ،ڈاکٹر:۲۰۱۳ء،''جھولنے''،کتاب (پرائیویٹ) لمیٹڈ،کراچی۔

۶۔ حفیظ جالندھری،ابوالاثر:۱۹۴۰ء،''بہار کے پھول''،دارالاشاعت پنجاب،لاہور۔

۷۔ رازؔ،رفیع الدین:۲۹۱۸ء،''آبشارِ سخن''،رنگِ ادب پبلی کیشنز،کراچی۔

۸۔ زیدی،خوشحال،ڈاکٹر:۱۹۸۹ء،''اردو میں بچوں کا ادب''،کلمہ پرنٹنگ پریس،دہلی۔

۹۔ سلیم اختر،ڈاکٹر:۱۹۸۶ء،''اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ''،سنگِ میل پبلی کیشنز،لاہور۔

۱۰۔ صدیقی،ریاض احمد:نومبر۱۹۷۹ء،''پاکستان میں بچوں کا ادب اور مسائل''،مشمولہ،ماہ نامہ،''ماہِ نو''،لاہور۔

۱۱۔ قریشی،نثار احمد،ڈاکٹر:۲۰۰۸ء،''صوفی غلام مصطفیٰ تبسم......حیات وخدمات''،مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد۔

۱۲۔ محمد اقبال،علامہ:۲۰۱۷ء،''کلیاتِ اقبال''،نیشنل بک فاؤنڈیشن،اسلام آباد۔

۱۳۔ محمود الرحمٰن،ڈاکٹر:۱۹۶۷ء،''آزادی کے بعد بچوں کا ادب''،مشمولہ،ماہ نامہ،''کتاب''،لاہور۔

۱۴۔ ______:جنوری،فروری۱۹۹۱ء،''بچوں کا ادب اور حفیظ''،مشمولہ،ماہ نامہ''سیارہ''،لاہور۔

۱۵۔ وارثی،مظفر:۱۹۹۶ء،مشمولہ،''بچوں کے گیت''،مرتبہ:نوید ظفر،مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد۔

۱۶۔ ہادی،ارشد محمود:۲۰۱۶ء،مشمولہ،''رنگ لائے گا شہیدوں کا لہو''،مرتبہ:بشریٰ سعید،شمع بکس فیصل آباد۔

۱۷۔ ہاشمی،عدیل:۱۹۹۶ء،مشمولہ،''بچوں کے گیت''،مرتبہ:نوید ظف،مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد۔